بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَلَا تَكُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۳۱﴾ مِنَ الَّذِيۡنَ فَرَّقُوۡا دِيۡنَهُمۡ وَكَانُوۡا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزۡبٍۭ بِمَا لَدَيۡهِمۡ فَرِحُوۡنَ ﴿۳۲﴾

ترجمہ: اور نہ ہو جانا تم مشرکوں میں سے یعنی ان لوگوں میں سے جنہوں نے پھوٹ ڈال دی اپنے دین میں اور بٹ گئے فرقوں میں۔ ہر فرقہ اس (طریقے) پر جو ان کے پاس ہے مگن ہے۔

خطبہ

جمعۃ المبارک

"یکم مارچ ۲۰۱۳ بمطابق ۱۸ ربیع الثانی ۱۴۳۴ ھجری"

عنوان

شریعت پر استقامت

زیر اہتمام　شعبہ دینی امور جوہری ٹرسٹ (جامع مسجد الرحمٰن، نئی آبادی اٹاری سروبہ، لاہور)

نوٹ: ہم وضاحت کے ساتھ یہ بات آپ کے علم میں لانا چاہتے ہیں کہ الحمد اللہ ہمارا کسی فرقہ، کسی مسلک، کسی سیاسی گروہ یا جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے ہمارا عزم ہے کہ ہم نے اپنے معاشرے سے انتشار اور افتراق (صوبائیت، لسانیت اور فرقہ واریت) کو ختم کرنا ہے اور بہترین معاشرہ بنانا ہے اس کے لیے ہم نے ایک انسانی کوشش شروع کی ہے اور ہر انسانی کوشش میں غلطیوں کا امکان رہتا ہے لہٰذہ ہماری تحریر میں جو کچھ صحیح نظر آئے نورِ قرآنی ہے اور جہاں کہیں غلطی نظر آئے وہ ہماری کوتاہی ہے۔ اس ادنیٰ سی کوشش کو آپ تک پہنچانے کے لیے خطبات کا سلسلہ ایک کڑی ہے ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ ہماری اس کاوش کو سراہیں گے اور آپ کو ہم اپنے شانہ بشانہ پائیں گے۔ اللہ پاک ہمیں استقامت دے اور معاشرتی بہتری کے لیے زیادہ سے زیادہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

زیر نگرانی:　محترم جاوید اختر جوہری صاحب

صدر جوہری ٹرسٹ و جامع مسجد الرحمٰن

اب آپ خطبہ جمعۃ المبارک انٹرنیٹ پر بھی دیکھ سکتے ہیں:

www.johritrust.org

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَ لَا تَحۡزَنُوۡا وَ اَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ﴿۳۰﴾ نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓؤُکُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ فِی الۡاٰخِرَۃِ ۚ وَ لَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَشۡتَہِیۡۤ اَنۡفُسُکُمۡ وَ لَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَدَّعُوۡنَ ﴿۳۱﴾ نُزُلًا مِّنۡ غَفُوۡرٍ رَّحِیۡمٍ ﴿۳۲﴾ (سورۃ حم السجدہ: ۳۰ تا ۳۲)

ترجمہ:

بے شک جن بندوں نے اسکا اقرار کرلیا اور مان لیا کہ ہمارا ربّ بس اللہ ہے، پھر استقامت کے ساتھ اس پر چلتے رہے۔ اترتے ہیں ان پر فرشتے یہ کہتے ہیں کہ نہ تم پر کوئی خوف ہے اور نہ تم کوئی غم کھاؤ اور خوشخبری دے دو جنّت کی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ ہم دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی تمہارے رفیق ہیں۔ اور تمہارے واسطے جنت میں وہ سب کچھ ہے جس کو تمہارا جی چاہے اور جو تم طلب کرو گے (اور یہ سب) غفور اور رحیم رب کی طرف سے مہمان نوازی ہوگی۔

ان آیتوں میں جو کچھ فرمایا گیا ہے، اس کو اچھی طرح سمجھنے کے لیے پہلے یہ بات سمجھ لیں کہ ایک عالم یہ اور زندگی یہ ہے جس میں ہم آپ رہ بس رہے ہیں، اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور اس کا سرد و گرم چکھ رہے ہیں۔---------------

آپ اس کو دنیا کہ لیں! یہ بلاشبہ ایک حقیقت ہے کوئی خواب و خیال نہیں ہے، اسی دنیا میں اللہ نے پیغمبر بھیجے اور اسی میں کتابیں نازل فرمائیں ہیں اسی دنیا کی چیزوں کے بارے میں حلال و حرام وغیرہ کے احکام دیئے ہیں۔------------

الغرض یہ عالم اور یہ دنیا ایک حقیقت ہے۔-----------

پھر ہم اور آپ جانتے ہیں کہ اس میں تکلیفیں اور مشقتیں بھی ہیں اور راحتیں بھی ہیں اور ان تکلیفوں اور راحتوں، لذتوں کا ہم نے آپ نے خود تجربہ کیا ہے۔ تو ایک زندگی اور عالم تو یہ ہے، اور ایک اور عالم اور ایک دوسری زندگی ہے جو اس کے بعد آنے والی ہے۔ ہم نے اس کو خود نہیں دیکھا ہے، اس کی خبر ہمیں اللہ کے پیغمبروں اور اس کی کتابوں نے دی ہے اور سب سے آخر میں اللہ کے آخری پیغمبر سیدنا محمد ﷺ نے دی ہے اور اللہ کی آخری کتاب قرآن پاک نے دی ہے، انہوں نے یہ بھی بتایا ہے کہ جس طرح اس عالم اور اس زندگی میں یعنی دنیا میں تکلیفیں بھی ہیں اور راحتیں بھی اور لذتیں بھی ہیں اسی طرح آگے آنے والے اس دوسرے عالم میں اور دوسری زندگی میں بھی یہ دونوں چیزیں ہیں، بلکہ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ وہاں کی تکلیفیں اور مصیبتیں یہاں کے مقابلے میں ہزاروں اور لاکھوں گنا بڑھی ہوئی ہیں اور اسی طرح وہاں کی راحتیں اور لذتیں اور بہاریں بھی یہاں کے مقابلہ میں بے حد و حساب زیادہ ہیں ، بلکہ یہاں کی تکلیفوں اور راحتوں ولذتوں کو وہاں کی راحتوں اور تکلیفوں سے کوئی نسبت ہی نہیں۔

اور اس میں قطعاً کوئی شک نہیں کہ حضرات انبیاؑ نے اور اللہ کی مقدس کتابوں نے اور سب سے آخر میں حضرت محمد ﷺ نے اور قرآن مجید نے اس کے بارہ میں جو کچھ بتلایا وہ بالکل حق ہے اور اس عالم کی زندگی ختم کر کے اس دوسرے عالم میں پہنچنے کے بعد ہم سب اپنی آنکھوں سے اس سب کو اسی طرح دیکھ لیں گے جس طرح آج اس دنیا کی چیزوں کو دیکھ رہے ہیں۔

آپ اس کو یوں سمجھئے کہ ہم آپ سب اس دنیا میں آنے سے پہلے کچھ مہینے اپنی ماؤں کے پیٹ میں رہے ہیں وہ ہماری زندگی کا سب سے پہلا مرحلہ تھا اور عالم تھا اس وقت اگر ہم سے کوئی کہتا کہ اے ننھے بچے آج تو اس تنگ و تاریک دنیا میں ہے کچھ دنوں کے بعد تو ایک دوسری بہت بڑی دنیا میں پہنچ جائے گا جو لاکھوں کی لمبی اور چوڑی دنیا ہے وہاں زمین ہے اور آسمان ہے اور پہاڑ ہیں اور بڑے بڑے دریا ہیں اور سمندر ہے اور جہاز چلتے ہیں اور زمین میں ریلیں اور موٹریں دوڑتی ہیں اور کھیت ہیں اور باغات ہیں اور طرح طرح کے پھول ہیں اور پھل ہیں اور وہاں بڑی بڑی راحتیں اور لذتیں ہیں اور بڑے

بڑے نفیس نفیس کھانے ہیں اور پینے کی چیزیں ہیں۔

اور وہاں بڑی بڑی تکلیفیں بھی ہیں، لوگ آگ میں جل جاتے ہیں اور بم سے اڑا دیئے جاتے ہیں اور مجرم پھانسیوں پر چڑھائے جاتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تو اگر ایک ایسے سے جو ابھی ماں کے پیٹ والی دنیا میں ہے کوئی یہ باتیں کہے اور فرض کرلو کوئی ایسا آلہ ایجاد ہو جائے کہ وہ بچہ ان باتوں کو سن بھی لے۔۔۔۔۔۔۔

تو ظاہر ہے کہ نہ تو وہ بچہ ان حقیقتوں کو پوری طرح سمجھ سکے گا اور نہ اس کی ننھی سی عقل ان باتوں کو قبول کر سکے گی، لیکن وہی بچہ اس دنیا میں آنے کے بعد خود اس سب چیزوں کو دیکھ لیتا ہے۔

بالکل اسی طرح سمجھئے کہ جب تک ہم اس عالم اور اس دنیا میں ہیں، آگے آنے والا عالم اور آگے آنے والی دنیا ہماری آنکھوں سے اوجھل ہے اور ہم اسے نہیں دیکھ سکتے اور وہاں کی حقیقتوں کو پوری طرح سمجھ نہیں سکتے۔ لیکن جب اس دنیا اور اس عالم سے منتقل ہو کر اس آنے والے عالم میں اور آنے والی دنیا میں یعنی عالم آخرت میں ہم پہنچ جائیں گے تو ان سب چیزوں کو جن کی اطلاع انبیاؑ نے دی ہے، اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے، اور یہ بھی دیکھ لیں گے کہ جس طرح ماں کے پیٹ والی چھوٹی سی تنگ و تاریک دنیا کے مقابلے میں ہماری یہ دنیا تکلیف اور راحت دکھ اور سکھ ہر لحاظ سے بے حد وسیع اور ترقی یافتہ ہے اسی طرح آنے والا عالم یعنی عالم آخرت ہماری اس دنیا کے لحاظ سے بے حد وحساب وسیع اور ترقی یافتہ ہے، وہاں اللہ ایسی نعمتیں ہیں جن کا اس دنیا میں کسی نے تصور بھی نہیں کیا ہو گا اور اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے! وہاں دوزخ میں عذاب کی ایسی ایسی شکلیں ہوں گی اور تعذیب کے ایسے سامان ہوں گے کہ دنیا کی بڑی سے بڑی تکلیف اور مصیبت کو بھی ان سے کوئی نسبت نہیں ہو گی۔

اللہ میں ہر صفت کمال ہے۔ اس کی قدرت کی کوئی حد و انتہا نہیں ہے اس کی رحمت کی بھی کوئی انتہا نہیں ہے اور اس کے جلال اور قہر کی بھی کوئی انتہا نہیں ہے، انسان جب اپنی زندگی کی سب سے پہلی منزل ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے جب بھی اللہ تعالیٰ کی صفات کا اس سے تعلق ہوتا ہے، لیکن یہ تعلق حکمت کے مطابق بہت ہلکے پیمانے پر ہوتا ہے پھر اس دنیا میں ماں کے پیٹ کے مقابلہ میں اللہ کی صفات کا ظہور زیادہ ہوتا ہے، لیکن ان صفات کا کامل ظہور عالم آخرت میں ہو گا، شان رحمت اور شان جمال کا ظہور جنت میں ہو گا اور شان قہر وجلال کا ظہور دوزخ میں ہو گا۔

اور جنت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل واحسان کا کچھ اندازہ کرنے کے لیے صرف یہی آیت کافی ہے، جو میں نے شروع میں تلاوت کی تھی جس میں اہل جنت کے حق میں فرمایا گیا ہے،

''وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيٓ أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ''

اس میں جنتیوں کو کہا گیا ہے کہ جنت میں جس چیز کو تمہارا جی چاہے گا اور جو کچھ تم طلب کرو گے وہ سب ملے گا تمہارے جی کی ہر چاہت اور خواہش پوری ہو گی ذرا اس کی وسعت پر غور کیجئے آدمی ایسی زندگی چاہتا ہے کہ کبھی موت نہ آئے، ایسی صحت چاہتا ہے کہ کبھی بیماری نہ آئے، ایسی جوانی چاہتا ہے کہ کبھی بڑھاپا نہ آئے، ایسی خوبصورتی چاہتا ہے جو کبھی زائل نہ ہو، اس کے علاوہ ہر طرح کی لذت اور مسرت چاہتا ہے، اس کی روح اپنے خالق کی رضا چاہتی ہے، اس کا قرب چاہتی ہے۔ قرآن پاک کی اس آیت میں فرمایا گیا کہ یہ سب تمہیں عطا ہو گا اور تمہیں اس کے لیے وہاں کچھ کرنا نہیں پڑے گا، سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہمان نوازی ہو گی اور اس طرح پیش کیا جائے گا جس طرح کسی کریم میزبان کی طرف سے عزیز مہمان کے لیے پیش ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔

نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ''

یعنی جنت میں وہ سب کچھ ہو گا جس کو جی چاہے گا اور جس سے آنکھوں کو سرور ولذت حاصل ہو۔ یہی وہ چیز ہے جسے میں نے کہا کہ رحمت اور اس

کے فضل و احسان کا کامل ظہور آخرت میں اور جنت میں ہوگا، ہماری یہ دنیا جس میں ہم بس رہے ہیں اس میں اس کی گنجائش ہی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت یا اس کے قہر وجلال کا یہاں پورا ظہور ہو سکے، یہاں کے زمین و آسمان اس کو سہار ہی نہیں سکتے۔

اپنے اپنے زمانہ میں اللہ کے سب پیغمبروں نے اور سب سے آخر میں اس کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ نے اور قرآن نے اس طریقہ کی دعوت دی ہے جس پر چل کر اللہ کے بندے اس کے قہر وجلال سے محفوظ ہو جائیں اور دنیا میں بھی اس کے فضل کے اور آخرت میں اس کی کامل رحمت کے مستحق ہو جائیں جس کا ظہور آخرت اور جنت میں ہوگا۔

اسی طریقہ کا نام شریعت ہے، اللہ تعالیٰ نے شریعت اس لیے نازل نہیں کی ہے کہ اس کو ہمارے پابند کرنے سے کوئی دلچسپی ہے یا ہمارے شریعت پر چلنے سے اس کا ذرہ برابر کوئی نفع ہے، وہ ذات تو تمام جہانوں سے مستغنی ہے۔ایک حدیث قدسی میں فرمایا گیا کہ اگر سارے بندے شیطان کی طرح اللہ کے سخت نافرمان ہو جائیں تو اس سے اللہ تعالیٰ کی شان میں عظمت میں ذرہ برابر بھی کمی یا فرق نہیں آئے گا۔شریعت تو اللہ تعالیٰ نے صرف اس لیے نازل کی ہے اور ہمیں اس پر چلنے کا صرف اس لیے حکم دیا گیا ہے کہ ہم اس کی رحمت کاملہ کے مستحق ہو جائیں، تو شریعت ہمارے لیے سراسر رحمت ہے اور اس سے ہماری تکمیل ہی مقصود ہے، میں نے جو"سورہ حم سجدہ" کی تین آیات تلاوت کی ہیں ان میں بڑے پیارے انداز میں استقامت کے ساتھ شریعت پر چلنے کی دعوت دی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ ان استقامت والوں کو ہم کیا کچھ دیں گے اور ان پر کیسی نوازشیں ہوں گی؟

"رَبُّنَا اللّٰهُ" کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کو اپنا مالک و معبود مان کر اس کی فرمانبرداری والی زندگی گزارنے کا جنہوں نے اقرار کر لیا یعنی اللہ کے دین اسلام کو قبول کر لیا اور اس کی شریعت پر چلنا طے کر لیا اور پھر اس قول و اقرار کے مطابق زندگی گزاری استقامت کے ساتھ چلتے رہے ------ان کے لیے فرمایا گیا: یعنی اللہ کے بندوں پر فرشتے اترتے ہیں اور ان کو خوش اور مطمئن کرنے کے لیے انہیں خوشخبری سناتے ہیں کہ کسی طرح کا خوف نہ کرو اور بالکل غم نہ کھاؤ اور اس جنت کی خوشخبری لو جس کا تم سے رسولوں کی زبانی وعدہ کیا جاتا تھا۔----------آپ غور کریں انسان کی زندگی کے دو ہی کانٹے ہیں ایک خوف اور دوسرا غم۔آنے والی مصیبت کا خوف ہوتا ہے اور جب مصیبت آجائے یا آکر گزر جائے تو اس کا غم ہوتا ہے۔انسانوں کی ساری پریشانیاں یا خوف کی قسم سے ہیں یا غم کی قسم سے ہیں۔قرآن پاک کی اس آیت میں فرمایا گیا کہ جو بندے استقامت کے ساتھ اللہ کی بندگی کے راستہ پر چلتے ہیں انہیں فرشتے یہ پیغام پہنچاتے ہیں کہ مطمئن ہو جاؤ تمہارے لیے کوئی خوف نہیں اور کوئی غم نہیں ہے۔

میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ میرا اور آپ کا رب ہے مجھے اور آپ کو بھی اسی طرف بلا رہا ہے، طے کر لو کہ انشاء اللہ یہ مقام حاصل کرنا ہے بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ اس راستہ کا پہلا مرحلہ تو ہم نے طے کر لیا ہے، یعنی ہم سب نے دل اور زبان سے کہا"رَبُّنَا اللّٰهُ" اور اسلام کو اپنا دین بنا کر اور کلمہ پڑھ کر ہم نے اقرار کیا ہے اور مانا ہے کہ اللہ ہمارا وحدہ لاشریک مالک و معبود ہے اور ہم سب اس کے بندے ہیں اور بندگی والی زندگی گزاریں گے اور اس کی شریعت پر چلیں گے۔------تو یہ پہلا مرحلہ تو ہم نے طے کر لیا ہے اب دوسرا مرحلہ ہے کہ ہم اس پر مرتے دم تک قائم رہیں۔اگر اب تک ہم نے فیصلہ نہیں کیا تھا آؤ اب فیصلہ کر لیں کہ شریعت پر چلتے ہوئے زندگی گزاریں گے اور شریعت پر چلتے ہوئے مریں گے۔-----------بس اسی کا نام استقامت ہے۔---------- اگر نفس کی خباثت نہ ہو تو شریعت پر چلنا کچھ مشکل نہیں، اللہ نے دین اور شریعت کو بہت آسان کر دیا ہے ہمیں کسی ایسی بات کا حکم نہیں دیا گیا ہے جو ہم سے نہ ہو سکے

نماز کے لیے وضو کا حکم دیا گیا ساتھ ہی فرما دیا گیا کہ اگر بیماری کی سے مشکل ہو تو تیمم کر لو۔نماز کھڑے ہو کر ادا کرنے کا حکم دیا گیا، ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا گیا کہ بیماری کی وجہ سے بیٹھ کر اور یہ بھی مشکل ہو تو لیٹ کر پڑھ لو، رمضان کے روزوں کا حکم دیا گیا، ساتھ یہ بھی فرما دیا گیا کہ بیماری اور سفر کی وجہ سے قضا کر سکتے ہو، زکوٰۃ کا صرف چالیسواں حصہ مقرر کیا گیا اور وہ بھی صرف دولت مندوں پر ہے، ایسی شریعت پر چلنا کیا مشکل ہے۔---------

ـــــــــــــــــــــــــــ؟

اور پھر توبہ کا دروازہ کھلا رکھا گیا ہے، اگر ہم بالفرض اس راستہ پر چلتے ہوئے خود اپنے نفس کی شرارت سے یا شیطان کے بہکانے سے ہم سے گناہ ہو جائے اور بڑے سے بڑا گناہ ہو جائے اور خدا نہ کرے بار بار ہو جائے، لیکن اس کے بعد ہم سچے دل سے توبہ کر لیں اور معافی مانگ لیں تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ ہمیں معاف فرما دے گا اور ہمارے ان گناہوں کو بالکل کالعدم کر دے گا اور ہمیں پھر وفاداروں میں اور استقامت والوں میں شامل کر لیا جائے گا ۔اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص محروم ہو تو اس کے سوا کیا کہا جائے گا کہ بڑا ہی بدبخت اور بدنصیب ہے۔

جب بات یہاں تک آ گئی تو میں آپ بھائیوں کو اور دوستوں سے اور خود اپنے نفس سے کہتا ہوں کہ ہم یہ یقین کر کے اللہ تعالیٰ کو حاظر و ناظر مان کر کہ وہ ہمیں دیکھ رہا ہے اس کے فرشتے بھی یہاں موجود ہیں، ہم سب اپنے چھوٹے بڑے گناہوں سے اللہ کے حضور میں توبہ کریں اور آئندہ کے لیے استقامت کے ساتھ شریعت پر چلنے کا ارادہ اور عہد کریں اور اللہ سے توفیق مانگے۔

اب آپ حضرات کے سامنے ایک مختصر سا عملی پروگرام رکھتا ہوں وہ انشاء اللہ استقامت کے ساتھ شریعت پر چلنے میں مددگار ثابت ہوگا، آپ حضرات نماز کی پابندی کر لیں اور اس وقت جو ہم نے عہد کیا ہے اس کے بعد نماز کا اہتمام اور پابندی کریں گے اس میں کوشش یہ کریں کہ آپ کی ظاہر اور باطن دونوں لحاظ سے نماز صحیح ہو، ظاہر کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا رکوع، سجدہ، قومہ، قیام، قعود، قرات حضور ﷺ کی سنت اور آپ ﷺ کی تعلیم کے مطابق ہو، جس حد تک بھی ہو سکے۔ اور باطن کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں آپ کا دھیان، عظمت اور خشیت کے ساتھ اللہ کی طرف ہو یہی نماز کی روح اور اس کا باطن ہے۔ اسی کے ساتھ ایک ایک تسبیح استغفار اور درود شریف کی ہو جایا کرے، یہ بہت ہلکا پھلکا ذکر کا نصاب ہے، قیامت میں معلوم ہوگا کہ ان کلموں میں پہاڑوں سے بھی زیادہ وزن ہے، یہ کلمے جنت میں چلنے والے سکے ہیں اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو یقین نصیب فرمائے اور عمل کی توفیق دے۔ آمین

هٰذا ما عندي و علم عند الله عزّ و جلّ

دُعائیں

اے رب العرش العظیم ہماری آنکھوں کی روشنی کو قرآنی الفاظ سے تیز فرمادے

اے رب العرش العظیم ہمارے کانوں میں اپنے دین کی مٹھاس بھر دے

اے رب العرش العظیم ہماری زبانوں کو اپنے نور کی مٹھاس سے بھر دے

اے رب العرش العظیم ہمارے دلوں کو اپنے نور سے منور کر دے

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن صور پھونکا جائے گا

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن حساب کتاب کے بعد اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن چہرے سیاہ کر دیے جائے گے

اے رب العرش العظیم ہماری مدد فرما

اے رب العرش العظیم ہمیں سیدھا راستہ دیکھا

فانصر علی القوم الکافرین

فانصر علی القوم الظالمین

فانصر علی القوم المشرکین

کیا آپ نے کبھی سوچا ہے؟

جب ہم صحیح مسلمان تھے کسی گروہ یا فرقہ میں تقسیم نہ تھے تب قرطبہ پر مسلمان حکمران تھے خلافتِ عثمانیہ بھی مسلمانوں کی پہچان تھی تعلیمی درس گاہیں بھی مسلمانوں کی تھی سائنسداں بھی مسلمان تھے دنیا میں ہرنئی چیز مسلمان متعارف کرواتے تھے جب سے ہم نے صوبائیت، لسانیت کو اپنایا اور فرقہ بندی کو اپنی پہچان بنایا تب سے، ہم ہر شعبہ میں زوال کا شکار ہیں۔ پستی اور ذلت مسلمانوں کا مقدر بنتی جارہی ہے۔ آیئے ہم پھر سے صحیح مسلمان بن جائیں اپنی پہچان بطور مسلمان کروائیں تا کہ اللہ کی رحمتوں کا نزول ہو گم شدہ میراث واپس مل جائے اور عظمت رفتہ بحال ہو جائے اور پھر شان سے زندگی گزارنے لگ جائیں جیسے مدینہ منورہ کی پہلی اسلامی ریاست میں صحابہؓ شان سے زندگی گزارتے تھے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ